لولا علیؑ لھلک عمر

یہ روایت شیعہ اور اہل سنت کی کن کن کتابوں میں ذکر ہوئی ہے؟

پیشکش

حق سربلند

مزید تحقیقات کے لیے فالو کریں ہمارا چینل

https://whatsapp.com/channel/۰۰۲۹VbBZkQrADTO۹tqp۵XV۱A

عمر کی زبان سے یہ الفاظ مختلف مواقع اور مقامات پر بار بار امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں ادا ہوئے ہیں۔ ہم اس روایت کے بارے میں سب سے پہلے شیعہ معتبر کتب سے اسناد کو ذکر کرتے ہیں اور پھر اہل سنت کی معتبر کتب سے اس روایت کے سلسلہ سند کو ذکر کریں گے۔ جس سے یہ واضح ہوگا کہ فریقین کے نزدیک یہ روایت معتبر اور قابل اعتماد ہے۔

شیعہ کتب اور روایت، لولا علی لھلک عمر

کافی، کلینی، ج ۷، ص ۴۲۴، تہذیب الاحکام، شیخ طوسی، ج ۶، ص ۶۰۶، ج ۱۰، ص ۵۰، من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، ج ۴، ص ۳۶، اختصاص، شیخ مفید، ص ۱۱۱ و ۱۴۹، مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۳۱۱، المسترشد، طبری شیعی، ص ۵۴۸ و ۵۸۳، شرح الاخبار، قاضی نعمان، ج ۲، ص ۳۱۹، مدینہ المعاجز، علامہ بحرانی، ج ۲، ص ۴۶۰ و ج ۵، ص ۷۱، الشافی فی الامامۃ، سید مرتضی، ج ۱، ص ۲۰۳، ج ۳، ص، ۱۳۰ منہاج الکرامۃ، علامہ حلی، ص ۱۸، الطرائف، سید ابن طاووس، ص ۲۵۵ و ۵۱۶۔

اہل سنت کی کتب اور روایت، لولا علی لھلک عمر

تاویل مختلف الحدیث، ابن قتیبہ، ص ۱۵۲، مواقف، ایجی، ج ۳، ص ۶۲۷ و ۶۳۶، شرح مقاصد، تفتازانی، ج ۲، ص ۲۹۴، التفسیر الکبیر، فخر رازی، ج ۲۱، ص ۲۲، شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۱۸ و ج ۱۲، ص ۱۷۹، تمہید الاوائل، باقلانی، ص ۵۴۶، مناقب علی ابن ابیطالب، ابن مردویہ اصفہانی، ص ۸۸، ینابیع المودۃ، قندوزی حنفی، ج ۱، ص ۲۱۶ و ج ۲، ص ۱۷۲ و ج ۳، ص ۱۴۷، تاویل مختلف الحدیث، ابن قتیبہ، ج ۱، ص ۱۶۲، تمہید الاوائل فی تلخیص الدلائل، باقلانی، ج ۱، ص ۵۴۶ و ۵۴۷، الحاوی الکبیر، ماوردی شافعی، ج ۱۲، ص ۱۱۵ و ج ۱۳، ص ۲۱۳، تفسیر سمعانی، ج ۵، ص ۱۵۴، المفصل فی صنعہ الاعراب، زمخشری، ج ۱، ص ۴۳۲، العواصم من القواصم، ابوبکر بن عربی، ج ۱، ص ۲۰۳، حاشیہ الرملی، رملی، ج ۴ ص ۳۹، الجد الحثیث، سعودی غزی عامری، ج ۱، ص ۱۸۶، بریقہ محمودیہ، محمد بن محمد خادمی، ج ۲ ص ۱۰۸، منع الجلیل، محمد علیش، ج ۹، ص ۶۴۸، دستور العلمائ، قاضی عبدالنبی نکری، ج ۱، ص ۸۰۔

وہ مواقع کہ جن پر عمر نے ان الفاظ کو بیان کیا

۱. قال أحمد ابن زہیر حدثنا عبید الله بن عمر القواریری حدثنا مؤمل بن إسماعیل حدثنا سفیان الثوری عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ بالله من

معضلة ليس لها أبو الحسن وقال فى المجنونة التى أمر برجمها وفى التى وضعت لستة أشهر فأراد عمر رجمها فقال له على إن الله تعالى يقول وحملة وفصاله ثلاثون شهرا الحديث وقال له إن الله رفع القلم عن المجنون الحديث فكان عمر يقول لولا على لهلك عمر۔

عمر نے ایک پاگل عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ایک عورت کہ جس کے ہاں حاملہ ہونے کے ۶ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا تھا، اس کو بھی عمر نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کر دیا جائے۔ اس پر حضرت علی نے عمر سے کہا کہ بے شک خداوند نے قرآن میں حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ذکر کی ہے......، اور اسی طرح عمر سے کہا کہ: بے شک خداوند نے پاگل انسانوں سے رفع قلم کیا ہے، اور انکے لیے کوئی شئی حلال و حرام و واجب نہیں ہے......، یہ سب سن کر عمر نے کہا: میں ایسے علمی مسئلے سے پناہ مانگتا ہوں کہ جس کے حل کرنے کے لیے ابوالحسن علی نہ ہوں، اگر علی نہ ہوتے تو میں عمر ہلاک ہو جاتا۔[1]

سند روایت

سعید بن مسیب (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں میں سے بھی ہے)

سعيد بن المسيب... أحد العلماء الأثبات الفقهاء الكبار من كبار الثانية اتفقوا على أن مرسلاته أصح المراسيل وقال ابن المدينى لا أعلم فى التابعين أوسع علما منه۔

علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اسکی روایات صحیح ہیں اور ابن مدینی نے کہا ہے کہ: تابعین میں سے کوئی بھی سعید ابن مسیب سے زیادہ عالم نہیں ہے۔[2]

یحیٰ بن سعید (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں میں سے بھی ہے)

يحيى بن سعيد بن قيس بن عمرو، الإمام أبو سعيد الأنصارى، قاضى السفاح، عن أنس، وابن المسيب، وعنه مالك، والقطان، حافظ فقيه حجة، مات ۱۴۳

یحیٰ حافظ و فقیہ ہے اور اسکی روایات حجت و معتبر ہیں۔[3]

---

[1]- استیعاب ابن عبد البر ج ۳ ص ۱۱۰۳۔

[2]- تقریب التہذیب — ابن حجر — ج ۱ ص ۳۶۴۔

[3]- الكاشف فى معرفة من له رواية فى كتب الستة — الذہبی — ج ۲ ص ۳۶۶۔

يحيى بن سعيد بن قيس الأنصاری المدنی أبو سعيد القاضی ثقة ثبت، من الخامسة مات سنة أربع وأربعين أو بعدہا / ع۔

یحییٰ ابن سعید ایک ثقہ راوی ہے۔[1]

سفیان ثوری (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں میں سے بھی ہے)

وقال شعبة، وسفيان بن عيينة، وأبو عاصم النبيل، ويحيى بن معين، وغير واحد من العلمائ: سفيان أمير المؤمنين فی الحديث۔

سفیان کو اپنے زمانے میں علم حدیث میں امیر المؤمنین کہا جاتا تھا۔[2]

مومل بن اسماعیل (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں میں سے بھی ہے)

مؤمل بن إسماعيل البصری العمری مولاہم... قال أبو حاتم: صدوق شديد فی السنة كثير الخطأ... مات ۲۰۶. ت س ق۔

حدیث میں ایک سچا راوی تھا۔[3]

قال ابن أبی خيثمة عن ابن معين ثقة وقال عثمان الدارمی قلت لابن معين أی شئ حالہ فقال ثقة قلت ہو أحب إليک أو عبيد الله يعنی ابن موسى فلم يفضل وقال أبو حاتم صدوق شديد فی السنة كثير الخطأ۔[4]

عبید اللہ بن عمر القواریری (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہے)

عبيد الله بن عمر القواريری أبو سعيد البصری الحافظ روى مائة ألف حديث... مات فی ذی الحجة ۲۳۵. خ م د س۔[5]

---

[1]- تقریب التہذیب — ابن حجر — ج ۲ ص ۳۰۳۔

[2]- تہذیب الکمال — المزی — ج ۱۱ ص ۱۶۵۔

[3]- الکاشف فی معرفة من لہ روایة فی کتب الستة — الذہبی — ج ۲ ص ۳۰۹۔

[4]- تہذیب التہذیب — ابن حجر — ج ۱۰ ص ۳۴۰۔

[5]- الکاشف فی معرفة من لہ روایة فی کتب الستة — الذہبی — ج ۱ ص ۶۸۵۔

عبيد الله بن عمر بن ميسرة القواريري أبو سعيد البصري نزيل بغداد ثقة ثبت۔[1]

احمد بن زہیر

احمد بن زہیر بن حرب بن شداد... الحافظ الکبیر ابن الحافظ... قال الخطيب كان ثقة عالما متقنا حافظا بصيرا بأيام الناس وأئمة الأدب۔[2]

لہٰذا عمر کی روایت اہل سنت کے علم رجال اور علم حدیث کے قواعد کے مطابق صحیح اور معتبر ہو گی۔ ہم نے اطمئنان قلب کے لیے اس روایت کی سند کے بارے میں بحث کی ہے، ورنہ وہ راوی کہ جنکی روایات کتاب صحیح بخاری میں ذکر ہوں، اہل سنت کے عقیدے کے مطابق ان راویوں کی روایت صحیح ہوتی ہے اور انکے بارے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۲. ان رجلا اتى به إلى عمر كأن قال: في جوابهم لما سألوه كيف أصبحت قال: أصبحت أحب الفتنة، وأكره الحق، واصدق اليهود والنصارى، وآمن بما لم أره وأقر بما لم يخلق، فأرسل عمر إلى علي (ع) فلما جائ اخبره بما قال الرجل فقال: صدق قال الله تعالى: إنما أموالكم وأولادكم فتنة، ويكره الحق يعني الموت. قال الله تعالى وجائت سكرة الموت بالحق، وصدق اليهود والنصارى قال الله تعالى: وقالت اليهود ليست النصارى على شئ وقالت النصارى ليست اليهود على شئ، ويؤمن بما لم يره يعني الله. ويقر بما لم يخلق يعني الساعة فقال عمر: لولا علي لهلك عمر۔

ایک دن ایک بندہ عمر کے پاس آیا اور اس سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ: میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں فتنے سے محبت کرتا ہوں، اور حق سے نفرت کرتا ہوں، یہود و نصاری کی بات کی تصدیق کرتا ہوں، اور نظر نہ آنے والی چیز پر ایمان لاتا ہوں اور وہ چیز کہ جو ابھی خلق ہی نہیں ہوئی، اسکا اقرار کرتا ہوں اور اسے قبول کرتا ہوں۔ یہ تمام باتیں سن کر عمر نے حضرت علی کو بلایا کہ وہ آکر اس شخص کی کہی ہوئی، عجیب و غریب باتوں کا جواب دیں اور فیصلہ کریں۔

---

[1]۔ تقریب التہذیب — ابن حجر — ج ۱ ص ۶۳۷۔

[2]۔ لسان المیزان — ابن حجر — ج ۱ ص ۱۷۴۔

جب مولانے آکر اس شخص کی ساری باتوں کو سنا تو عمر اور دوسروں سے کہا کہ یہ شخص ٹھیک کہہ رہا ہے، کیونکہ خداوند نے قرآن میں کہا ہے کہ: بے شک تمہارا مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں، اور وہ جو حق سے نفرت کرتا ہے تو یہاں حق سے مراد، موت ہے، کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے کہ: موت حق ہے، اور وہ جو یہود و نصاری کی بات کی تصدیق کرتا ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ: خداوند نے فرمایا ہے کہ: اور یہود کہتے ہیں کہ نصاری کچھ بھی نہیں ہیں اور نصاری کہتے ہیں کہ یہود کچھ بھی نہیں ہیں، اور جس چیز پر وہ بغیر دیکھے ایمان لانے کا کہہ رہا ہے تو اسکی مراد، خداوند ہے، اور جس خلق نشدہ چیز کا اقرار کرتا ہے تو اس سے اسکی مراد، قیامت ہے۔ یہ سن کر عمر نے کہا: اگر علی نہ ہوتے تو میں عمر ہلاک ہو جاتا۔[1]

قاضی عضد الدین ایجی کہ جو اہل سنت کے علم کلام کا بہت ہی ماہر عالم ہے اور اس نے اس بارے میں کتاب، مواقف، بھی لکھی ہے۔ اس کتاب میں اس نے حضرت علی (ع) کے تمام صحابہ پر اعلم ہونے کے بارے میں ادلہ کو بیان کرتے ہوئے، اسی روایت کو ذکر اور اسکی تائید بھی کی ہے:

۳. وروى أن امرأة أتت بولد لستة أشهر من وقت النكاح في زمان عمر رضى الله عنه فهم عمر برجمها، فقال على رضى الله عنه لا سبيل لک عليها، وتلا قوله تعالى: * (وحمله وفصاله ثلاثون شهرا) فقال عمر: لولا على لهلک عمر۔

روایت نقل ہوئی ہے کہ عمر کے زمانے میں ایک عورت نے اپنی شادی کے ٦ ماہ بعد ایک بچے کو جنم دیا۔ جب عمر کو اس بات کا پتا چلا تو اس نے حکم دیا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے، لہذا اسکو سنگسار کیا جائے۔ جب علی (ع) کو اس جاہلانہ فتوے کا علم ہوا تو عمر سے کہا کہ تم کو ایسا حکم صادر کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے، پھر علی (ع) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ:

وحمله وفصاله ثلاثون شهرا

بے شک خداوند نے قرآن میں حمل اور دودھ پلانے کی کل مدت تیس مہینے ذکر کی ہے۔[2]

یہ سن کر عمر نے کہا کہ: اگر علی نہ ہوتے تو میں عمر ہلاک ہو جاتا۔[3]

---

[1]- نظم درر السمطین زرندی حنفی ص ١٣٠۔

[2]- سورہ احقاف آیت ١٥۔

[3]- مواقف ایجی ج ٣ ص ٦٣٦، تفسیر سمعانی ج ٥ ص ١٥٤۔

خوارزمی نے اسی واقعے کو نقل کرنے کے بعد عمر کے الفاظ کو مکمل طور پر اس طرح سے بیان کیا ہے کہ:

عجزت النساء أن تلدن مثل علی بن أبی طالب، لولا علی لهلک عمر۔

عرب کی عورتیں اس سے عاجز ہیں کہ اب کوئی علی ابن ابی طالب جیسے انسان کو دوبارہ جنم دیں سکیں، اگر علی نہ ہوتے تو میں عمر ہلاک ہو جاتا۔[1]

اعوذ باللہ من کل معضلۃ:

دوسرے بھی بہت سے واقعات میں عمر سے کچھ دوسرے الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں اور قابل توجہ ہے کہ عمر خدا کی پناہ مانگتا ہے ہر اس مشکل سے کہ جس کے حل کرنے کے لیے حضرت علی (ع) موجود نہ ہوں اور اس مسئلے کو حل نہ کریں۔

ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری میں لکھا ہے کہ:

وفی کتاب النوادر للحمیدی والطبقات لمحمد بن سعد من روایة سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ بالله من معضلة لیس لها أبو الحسن یعنی علی بن أبی طالب۔

عمر ہمیشہ خدا کی پناہ مانگتا تھا ہر اس مشکل سے کہ جس کے حل کرنے کے لیے حضرت علی (ع) موجود نہ ہوں۔[2]

وقال أحمد بن زهیر حدثنا أبی قال حدثنا ابن عیینة عن ابن جریج عن ابن أبی ملکیة عن ابن عباس قال قال عمر علی أقضانا قال أحمد ابن زهیر حدثنا عبید الله بن عمر القواریری حدثنا مؤمل بن إسماعیل حدثنا سفیان الثوری عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ بالله من معضلة لیس لها أبو الحسن۔

احمد بن زہیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابنِ عیینہ نے ابنِ جریج کے طریق سے، انہوں نے ابنِ ابی ملیکہ سے اور انہوں نے ابنِ عباس سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا:

عمر نے کہا: "علیؑ ہم سب میں سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے (سب سے بڑے قاضی) ہیں"۔

---

[1]۔ المناقب موفق خوارزمی ص ۸۱۔

[2]۔ فتح الباری، ابن حجر، ج ۱۳، ص ۲۸۶۔

اور احمد بن زہیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبید اللہ بن عمر القواریری نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے مؤمل بن اسماعیل نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان ثوری نے یحییٰ بن سعید کے طریق سے اور انہوں نے سعید بن المسیب سے روایت کی، انہوں نے فرمایا:

"عمر (بن خطاب) ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسے پیچیدہ اور لاحل مسئلے (معضلہ) سے جس (کو حل کرنے) کے لیے ابوالحسن (علی علیہ السلام) موجود نہ ہوں"۔[1]

اسی طرح اہل سنت کی مندرجہ ذیل معتبر کتب میں بھی یہ روایت ذکر ہوئی ہے:

فیض القدیر، مناوی، ج ۴، ص ۴۷۰، اسد الغابۃ، ابن اثیر، ج ۴، ص ۲۳، تہذیب التہذیب، ابن حجر، ج ۷، ص ۲۹۶، من حیاۃ خلیفۃ عمر بن الخطاب، احمد البکری، ص ۳۲۰، نہج الایمان، ابن جبر، ص ۱۴۷، ینابیع المودۃ، قندوزی حنفی، ج ۲، ص ۴۰۵، تاج العروس، ج ۱۵، ص۴۹۷، تاویل مختلف الحدیث، ابن قتیبہ، ص ۱۵۲، الفائق فی غریب الحدیث، زمخشری، ج ۲، ص ۳۷۵، تاریخ مدینہ دمشق، ج ۲۵، ص ۳۶۹ و ج ۴۲، ص ۴۰۶، تاریخ الاسلام، ذہبی، ج ۳، ص ۶۳۸، البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، ج ۷، ۳۹۷، المناقب، موفق خوارزمی، ص ۹۶، غریب الحدیث، ابن قتیبہ، ج ۲، ص ۲۹۳، النہایۃ فی غریب الحدیث، ج ۳، ص ۲۵۴، لسان العرب، ابن منظور، ج ۱۱ ص ۴۵۳۔

[1]۔ استیعاب، ابن عبد البر، ج ۳، ص ۱۱۰۳۔